اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

تعلیم الدین

حصہ اوّل

مکتب، اسکول اور کالج میں پڑھنے والے بچوں اور عام مسلمانوں کے لیے فائدہ کی کتاب

(پہلا حصہ: قرآنِ پاک کی پہلی جماعت کے لیے)

اسلامی عقائد | فقہ | سیرتِ پاک | آداب واخلاق

از

مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی

مفتی محمود صاحب بارڈولی

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب	:	تعلیم الدین (پہلا حصہ)
از	:	مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی و مفتی محمود صاحب بارڈولی
ناشر	:	نورانی مکاتب
صفحات	:	80
تصحیح شدہ جدید ایڈیشن	:	صفر المظفر ۱۴۴۸ھ، مطابق: اگست ۲۰۲۶ء

کتاب ملنے کا پتہ

نورانی مکاتب

8140902756

ڈابھیل

محمود نگر، ڈابھیل، نوساری، گجرات

بارڈولی

مریم مسجد، گاندھی روڈ، بارڈولی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
	پہلا باب: عقائدِ اسلام (۱۱)	
	دوسرا باب: عبادات، فقہی مسائل (۱۷)	
۲	اسلام کی بنیادیں	۱۸
۳	نماز	۱۸
۴	مسلمانوں کا قبلہ	۱۹
۵	اذان کا بیان	۱۹
۶	اذان کا درجہ	۲۰
۷	اذان کے کلمات اور ترجمہ	۲۰
۸	اذان کا جواب	۲۱
۹	تکبیر	۲۲
۱۰	تکبیر کے کلمات	۲۲
۱۱	جماعت کے ساتھ نماز	۲۳
۱۲	سوالات	۲۳

۱۳	وضو	۲۴
۱۴	وضو کے فرائض	۲۴
۱۵	وضو کا مکمل طریقہ	۲۴
۱۶	نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۵
۱۷	قیام	۲۵
۱۸	رکوع	۲۶
۱۹	سجدہ	۲۷
۲۰	دوسری رکعت	۲۷
۲۱	قعدہ	۲۷
۲۲	تشہّد یعنی التحیات	۲۸
۲۳	درود شریف	۲۹
۲۴	درود شریف کے بعد کی دعا	۳۰
	تیسرا باب: سیرتِ پاک (۳۱)	
۲۵	نبی اور رسول	۳۲
۲۶	آخری نبی	۳۴
۲۷	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵
۲۸	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک نام	۳۶
۲۹	سوالات	۳۷

۳۰	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن	۳۸
۳۱	چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لیے سفر	۳۹
۳۲	سوالات	۴۱
۳۳	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جوانی	۴۲
۳۴	شام کا دوسرا سفر	۴۳
۳۵	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح	۴۴
۳۶	سوالات	۴۵
۳۷	نبوت اور وحی	۴۶
۳۸	سب سے پہلے مسلمان	۴۸
۳۹	سوالات	۴۹
۴۰	اسلام کا سب سے پہلا سبق اور تبلیغ	۵۰
۴۱	پہاڑی کا وعظ اور ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ‘‘ کی تعلیم	۵۱
۴۲	اللہ کے راستے میں تکلیفیں اور مصیبتیں	۵۲
۴۳	سوالات	۵۳
۴۴	ہجرتِ حبشہ (Ethiopia)	۵۴
۴۵	لالچ دے کر باز رکھنے کی کوشش	۵۶
۴۶	سوالات	۵۷
۴۷	مسلمانوں کا بائیکاٹ	۵۸

۴۸	غم کا سال ۱۰ سنہ نبوی	٦٠
۴۹	گھر کے انتظام کے لیے دوسرا نکاح	٦٢
۵٠	طائف کا تبلیغی سفر	٦٢
۵۱	معراج	٦۴
۵۲	سوالات	٦٦
چوتھا باب: آداب واخلاق (٦٧)		
۵۳	ماں باپ کی خدمت	٦٨
۵۴	ماں باپ کے چند حقوق	٧٠
۵۵	ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق	٧١
۵٦	سچ اور جھوٹ	٧١
۵٧	صبح جلدی اٹھنا	٧٢
۵٨	سوالات	٧٣
۵۹	مخلوق کی خدمت	٧۴
٦٠	بسم اللہ سے کام شروع کرو	٧٦
٦١	بسم اللہ کے فائدے	٧٦
٦٢	سلام کرنے کے آداب	٧٧
٦٣	نظم: ماں کی شان	٧٩
٦۴	مناجات	٨٠

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ ربِّ العالمین و الصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وعلیٰ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین.

مکتب ایک اسلامی گلشن ہے، دینی گہوارہ ہے، مکتب کے دو اہم بنیادی مقصد ہیں:

① مکتب میں قرآنِ مجید کی صحیح تعلیم دی جاتی ہے اور قرآنِ کریم کے الفاظ صحیح پڑھنا سکھایا جاتا ہے، قرآنِ کریم کی چند سورتیں زبانی یاد کروائی جاتی ہیں۔

② مکتب دین کی بنیادی تعلیم کا مرکز ہے، مسلمانوں کو دین کی بنیادی ضروری معلومات مکتب میں پیش کی جاتی ہیں، ایک مسلمان کے لیے بنیادی طور پر جو چیزیں ضروری ہیں وہ مکتب میں سکھائی جاتی ہیں، اسی طرح ایک مسلمان کو جو چیزیں زبانی یاد ہونی چاہیے وہ بھی مکتب میں یاد کروائی جاتی ہیں، جس کے لیے حسبِ ذیل چیزیں مکتب کے نصاب میں ہونا بہت ضروری ہیں:

① اسلامی عقائد: جس میں دین کے بنیادی عقیدے ہوں، ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصل کی وضاحت ہو۔ صحیح عقائد کا ہونا یہ ایمان کی بنیاد ہے۔

اور جن چیزوں سے عقائد خراب ہوتے ہیں اور انسان کا ایمان ختم ہونے خطرہ ہو جاتا ہے ان چیزوں کو بھی بتانا ضروری ہے؛ تا کہ اس سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔

② ضروری دینی مسائل۔

③ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کی سیرتِ مبارکہ۔

④ محفوظات کا ایک نصاب، جن میں پانچ کلمے، ضروری مسنون دعائیں اور دیگر ضروری باتیں زبانی یاد کرنا ہوتا ہے۔

مکاتبِ قرآنیہ کے اوپر لکھے ہوئے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے نصاب کے طور پر حسبِ ذیل کتابیں اردو، گجراتی، انگریزی زبان میں آج تک بفضل اللہ تعالیٰ نورانی مکاتب اور دار المکاتب کے زیرِ سرپرستی تیار ہو کر شائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں، الحمد للہ علی ذلک۔

① بچوں کا تحفہ (اول، ثانی)۔
② بچوں کو پڑھانے کا طریقہ۔
③ روضۃ الاطفال۔
④ رہبرِ معاون۔
⑤ مکاتب کے اہم امور۔
⑥ معلم الاطفال۔
⑦ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مشقی)۔
⑧ گلدستۂ اطفال (تین حصے)۔
⑨ تعلیمی نفسیات۔
⑩ حفظ پڑھانے کا طریقہ۔
⑪ تحفۂ حفاظ۔
⑫ طریقۂ تعلیم الصبیان۔
⑬ پارۂ عم پڑھانے کا طریقہ۔

مکاتب کے اس نصاب کے ساتھ دیگر مطبوعات اس کے علاوہ ہیں۔

پھر بھی بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر اوپر لکھے گئے مکاتب کے مقاصد میں سے دوسرے نمبر کے مقصد کی تکمیل کے لیے ایک جامع، آسان اور عام فہم نصاب کی ضرورت کی تکمیل کے لیے یہ چند کتابیں تیار کی گئیں:

① محفوظات کا آسان نصاب۔
② نورانی اردو قاعدہ۔
③ تعلیم الدین (پہلا حصہ)۔
④ تعلیم الدین (دوسرا حصہ)۔
⑤ تعلیم الدین (تیسرا حصہ)۔
⑥ تعلیم الدین (چوتھا حصہ)۔
⑦ تعلیم الدین (پانچواں حصہ)۔
⑧ تعلیم الدین (چھٹا حصہ: بڑی لڑکیوں کے لیے)۔
⑨ تعلیم الدین (چھٹا حصہ: بڑے لڑکوں کے لیے)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان تمام کتابوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور اوپر لکھے ہوئے مقاصدِ خیر کی تکمیل کا ذریعہ بنائے۔

ان کتابوں کی تالیف، ترتیب، تصحیح، تزیین، کمپوزنگ، طباعت و اشاعت میں بہت سارے حضرات نے حصہ لیا ہے، خاص کر:

① مجددِ مکاتب حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات صاحب کاپودروی زید مجدہ، استاذِ حدیث: جامعہ قاسمیہ کھروڈ، رکنِ رکین: مجلسِ شوریٰ نورانی مکاتب،

سرپرست: دارالمکاتب کاپودرا۔

② حضرت مولانا مفتی شکیل صاحب، استاذِ حدیث و ناظم: مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت۔

③ حضرت مولانا مفتی توصیف صاحب ابن حاجی شکیل، استاذِ حدیث وناظمِ حسابیات: مدرسہ خدیجۃ الکبری وگلشن احمد ٹرسٹ۔

④ حضرت مولانا عمران صاحب چانکی۔

⑤ حضرت مولانا حافظ قاری عبدالعزیز حافظجی، ٹرسٹی: گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت، ورکنِ مجلسِ شوریٰ: نورانی مکاتب۔

⑥ حضرت مولانا آصف صاحب سورتی، معاون: گلشنِ احمد ٹرسٹ سورت۔

اور دوسرے تمام ہی حضرات کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اور اس سلسلے کو بے انتہا قبول فرمائے اور اس کے فیض کو صبحِ قیامت تک پورے عالم میں عام وتام فرمائے۔

اس نصاب میں اگر غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ! آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کرلی جائے گی اور اس نیک کام میں آپ بھی شامل ہوں گے۔

(حضرت مفتی) محمود (صاحب) بارڈولی (دامت برکاتہم)

استاذِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

یکے از بانیان وسرپرست: نورانی مکاتب

پہلا باب

اسلامی عقائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: تم کون ہو؟

جواب: ہم مسلمان ہیں۔

سوال: ہمارے مذہب کا نام کیا ہے؟

جواب: ہمارے مذہب کا نام اسلام ہے۔

سوال: اسلام کیا سکھاتا ہے؟

جواب: اسلام یہ سکھاتا ہے کہ:

(۱) اللہ ایک ہے۔

(۲) بندگی کے لائق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۳) حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۴) قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی آخری سچی کتاب ہے۔

(۵) اسلام سچا دین ہے۔

(۶) دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں اور نیک باتیں اسلام سکھاتا ہے۔

سوال: اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب: اسلام کا کلمہ یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اور اسی کو کلمۂ طیبہ کہتے ہیں۔

سوال: کلمۂ شہادت کیا ہے؟

جواب: کلمۂ شہادت یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

سوال: ہم کس کے بندے ہیں؟

جواب: ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

سوال: اللہ کس کا نام ہے؟

جواب: جس نے ہمیں اور تمام انسان، جنات، فرشتے، زمین آسمان، اور تمام چیزوں کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔

خلاصہ: (۱) صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا ہے۔ کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرنا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ جوڑنا، سجدہ کرنا، پھول چڑھانا یہ اسلام میں حرام ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ (علم وقدرت کے اعتبار سے) ہر جگہ موجود ہے۔

سوال: اللہ پاک ہمیں کیوں نظر نہیں آتے؟

جواب: ہماری آنکھوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم اللہ کو دیکھ سکیں۔

سوال: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے آخری رسول اور پیغمبر ہیں اور ہم ان کی امّت میں ہیں۔

سوال: اگر کوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی نہ مانے تو وہ کیسا ہے؟

جواب: جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہ مانے وہ بھی ایمان والا نہیں رہے گا۔

سوال: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا یہ مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی اور رسول یقین کریں اور اللہ تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے آپ کو افضل سمجھیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں۔

سوال: قرآنِ پاک کس کی کتاب ہے؟

جواب: ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: قرآنِ پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتاری ہے۔

سوال: قرآنِ پاک ہمارے نبی ﷺ پر ایک ساتھ اتارا گیا، یا تھوڑا تھوڑا؟

جواب: تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، کبھی ایک آیت، کبھی دو چار آیتیں، کبھی ایک سورت۔

سوال: کتنے سالوں میں پورا قرآن نازل ہوا؟

جواب: تیئیس (۲۳) سال میں۔

سوال: قرآنِ مجید کس طرح نازل ہوا؟

جواب: حضرت جبریل علیہ السلام آکر آپ ﷺ کو آیت یا سورت سنا دیتے تھے آپ ﷺ اسے سن کر یاد کر لیتے تھے اور کسی لکھنے والے سے لکھوا دیتے تھے۔

سوال: حضرت جبریل علیہ السلام کون ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم پیغمبروں کے پاس لاتے تھے۔

سوال: فرشتے کون ہیں اور کس چیز سے پیدا کیے گئے ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کے نورانی بندے ہیں، وہ نور سے پیدا

کیے گئے ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت اور نہ انھیں کھانے پینے کی ضرورت ہے، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں ، وہ گناہ نہیں کرتے۔

سوال: فرشتے کتنے ہیں؟

جواب: فرشتے بہت ہیں، ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

سوال: فرشتے کس جگہ رہتے ہیں؟

جواب: جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہاں رہتے ہیں۔

سوال: کیا فرشتے انسانوں کو نظر آسکتے ہیں؟

جواب: ہاں! اللہ تعالیٰ کے حکم سے نظر آسکتے ہیں۔

سوال: فرشتوں کے ذمّے کیا کیا کام ہیں؟

جواب: فرشتے الگ الگ کاموں پر مقرر ہیں، بعض اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برساتے ہیں، بعض مخلوق کو روزی پہچاتے ہیں، بعض بندوں کے اچھے بُرے اعمال لکھتے ہیں، بعض جنت اور جہنم کے انتظامات پر لگے ہیں، بعض صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور پاکی بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

سوال: جو شخص فرشتوں کے وجود کا انکار کرے وہ کیسا ہے؟

جواب: ایسا شخص ایمان سے باہر ہو جاتا ہے۔

دوسرا باب

عبادات، فقہی مسائل

اسلام کی بنیادیں

اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں:

(۱) ایمان (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج۔

نماز

نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے، آپ نے گھر میں امی کو یا مسجد میں مسلمانوں کو دیکھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن شریف پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں، رکوع کرتے ہیں؛ یعنی اس کے سامنے جھکتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں؛ یعنی زمین پر سر رکھتے ہیں۔

نماز کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا طریقہ مسلمانوں کو بتلایا ہے۔ دن رات میں پانچ نمازیں مسلمان پر فرض ہیں: (۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشا۔

ہر نماز کا وقت مقرر ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾

ترجمہ: بے شک نماز مقررہ وقت پر مسلمانوں پر فرض ہے۔

(۱) پہلی نماز: فجر، جو صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

(۲) دوسری نماز: ظہر، جو دوپہر سورج ڈھلنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

③ تیسری نماز: **عصر**، جو شام کو سورج کے ڈوبنے سے ڈیڑھ یا دو گھنٹے پہلے پڑھی جاتی ہے۔
④ چوتھی نماز: **مغرب**، جو سورج ڈوبنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔
⑤ پانچویں نماز: **عشا**، جو سورج ڈوبنے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد پڑھی جاتی ہے۔

مسلمانوں کا قبلہ

پیارے بچو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ مسلمان پچھّم؛ یعنی جس طرف شام کو سورج ڈوبتا ہے اس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں؛ کیوں کہ ہمارے ملک ہندوستان سے پچھّم کی طرف عرب کا ایک مقدس شہر ہے جس کا نام مکہ ہے، مکہ معظّمہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ہے جسے **کعبہ** کہتے ہیں، قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے؛ اس لیے مسلمان اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔
یہ اللہ کا گھر؛ یعنی کعبہ جس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اسے "**قبلہ**" کہتے ہیں۔

اذان کا بیان

اذان کے معنی خبر کرنے کے ہیں؛ لیکن شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی خبر کرنے کو اذان کہتے ہیں۔

جب نماز کا وقت آجاتا ہے تو نماز سے کچھ دیر پہلے ایک شخص کھڑے ہو کر زور زور سے چند خاص کلمات پڑھتا ہے، اسے اذان کہتے ہیں اور اذان پڑھنے والے کو ''مُؤَذِّنْ'' کہا جاتا ہے۔

اذان کا درجہ

اسلام میں اذان کا درجہ سنت ہے؛ لیکن چوں کہ اذان سے اسلام کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے؛ اس لیے اس کو ضرور کہنا چاہیے۔ صرف پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کے لیے اذان کہنا سنتِ مؤکَّدہ ہے۔

اذان کے کلمات اور ترجمہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	آؤ نماز کے لیے
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ	آؤ نماز کے لیے
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	آؤ کامیابی کی طرف
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	آؤ کامیابی کی طرف
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

فجر کی اذان میں ''حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ'' کے بعد دو مرتبہ ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' بھی کہے۔ ''نماز نیند سے بہتر ہے''

اذان کا جواب

اذان سننے والا شخص مؤذن کے ہر کلمہ پورا کرنے کے بعد اسی کلمہ کو دہرائے؛ لیکن ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' اور ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے جواب میں ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہے اور ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کے جواب میں ''صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ'' کہے۔

نوٹ: بچوں کو اذان کے کلمات زبانی یاد کرائیں؛ لیکن ترجمہ زبانی رٹوانے کی ضرورت نہیں ہے، اچھی طرح سمجھا دیا جائے۔

تکبیر

بچو! آپ نے مسجد میں دیکھا ہوگا کہ مسلمان جب نماز کے لیے کھڑے ہونے لگتے ہیں تو نماز شروع کرنے سے پہلے ایک شخص وہی کلمات کہتا ہے جو اذان میں کہے جاتے ہیں، اسے اقامت اور تکبیر کہتے ہیں؛ لیکن تکبیر میں ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے بعد ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ'' دو مرتبہ اذان کے کلموں سے زیادہ کہا جاتا ہے۔

جو شخص تکبیر کہتا ہے اسے ''مُکَبِّر'' کہتے ہیں۔

تکبیر کے کلمات

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نوٹ: بچوں کو تکبیر کے کلمات زبانی یاد کرائیں۔

جماعت کے ساتھ نماز

بچو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ مسجد میں بہت سے مسلمان ایک ساتھ مل کر نماز ادا کرتے ہیں، اس طرح بہت سے آدمی مل کر جو نماز ادا کرتے ہیں اسے جماعت کی نماز کہتے ہیں اور نماز پڑھانے والے کو "امام" کہتے ہیں اور پیچھے نماز پڑھنے والے کو "مُقتَدِی" کہتے ہیں اور جو آدمی جماعت کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو؛ بلکہ اکیلے نماز پڑھے اسے "مُنفَرِد" کہتے ہیں۔

سوالات

١. نماز کسے کہتے ہیں؟
٢. دن رات میں کتنی مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے؟
٣. دن رات میں پڑھی جانے والی نمازوں کے نام بتاؤ؟
٤. اللہ تعالیٰ کا گھر کہاں ہے؟
٥. جس طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اسے کیا کہتے ہیں؟
٦. مؤذن کس کو کہتے ہیں؟
٧. "مُکَبِّر" کس کو کہتے ہیں؟
٨. مقتدی کس کو کہتے ہیں؟
٩. نماز پڑھانے والے کو کیا کہتے ہیں؟
١٠. اکیلے نماز پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

وضو

بچو! ہم نماز پڑھنے کا پورا طریقہ ان شاء اللہ! آگے کتاب میں پڑھیں گے؛ لیکن نماز بغیر وضو کے درست نہیں ہوتی؛ اس لیے اب ہم پہلے **وضو کا طریقہ** معلوم کرتے ہیں۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:

① پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک چہرہ دھونا۔ ② دونوں ہاتھ کہنیوں کے ساتھ دھونا۔ ③ ایک چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ④ دونوں پیر ٹخنوں کے ساتھ دھونا۔

وضو کا مکمل طریقہ

[الف] پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین دفعہ دھوؤ، پہلے داہنا ہاتھ، پھر بایاں ہاتھ۔ [ب] اس کے بعد تین مرتبہ کلی کرو اور مسواک کرو؛ اگر مسواک نہ ہو تو دانتوں پر انگلی پھیرو۔ [ج] پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو اور ناک صاف کرو۔

[د] پھر پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لَو تک دونوں ہاتھوں سے اچھی طرح تین مرتبہ چہرہ دھوؤ۔ چہرہ

دھوتے وقت چہرے پر پانی اس طرح مارو کہ چھینٹیں نہ اڑیں۔

[ر] پھر کہنیوں کے ساتھ دونوں ہاتھ تین دفعہ دھوؤ، پہلے داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرو۔

[س] اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو بھگو کر پورے سر کا اور کانوں کا اور گردن کا مسح کرو۔

[ص] مسح سے فارغ ہو جاؤ تب دونوں پیر ٹخنوں سے اوپر تک تین تین دفعہ دھوؤ، پہلے داہنا پھر بایاں پاؤں دھوؤ، پھر انگلیوں کا خلال کرو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور نیت کریں کہ میں فلاں وقت کے فرض یا نفل کی دو یا چار رکعت اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں، صرف دل میں نیت کرنا کافی ہے، زبان سے بولنا ضروری نہیں ہے؛ لیکن زبان سے بول کر بھی نیت کرے تو اچھا ہے۔

قیام

پھر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اُٹھائیں، پھر ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پہنچے (کلائی) کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑ لیں، نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، ادب سے کھڑے ہو کر پہلے ثنا پڑھیں۔

ثنا: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور ہم آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا ہے اور آپ کی شان اونچی ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

پھر تعوذ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھیں۔

ترجمہ: میں اللہ کی حفاظت چاہتا ہوں شیطانِ مردود سے۔

پھر تسمیہ یعنی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھیں۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھیں، پھر کوئی سورت یا کم از کم ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھیں۔

رکوع

پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑلیں اور تین یا پانچ مرتبہ رکوع کی تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھیں، پھر تسمیع یعنی "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہوجائیں اور تحمید یعنی "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"

بھی پڑھ لیں۔

سجدہ

جب خوب سیدھے کھڑے ہوجائیں تو ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے سجدہ میں اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھیں، پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر رکھیں اور سجدے کی تسبیح ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' تین یا پانچ مرتبہ پڑھیں، پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھیں اور تسلی سے سیدھے بیٹھ جائیں، پھر تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح کریں اور تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہوجائیں، دوسرے سجدے سے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھا کر بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہوجائیں اور اگر ممکن ہو تو کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک نہ لگائیں، یہ ایک رکعت مکمل ہوگئی۔

دوسری رکعت

پہلی رکعت ہی کی طرح دوسری رکعت ادا کریں؛ مگر ثنا نہ پڑھیں، صرف بسم اللہ اور الحمد شریف اور کوئی سورت یا قرآنِ پاک کی کم از کم ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھیں اور پہلی رکعت ہی کی طرح رکوع اور سجدے کریں۔

قعدہ

جب دوسری رکعت کا سجدہ کر چکیں تو بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ

جائیں اور دائیں پیر کا پنجہ کھڑا کر کے اُنگلیاں موڑ کر قبلہ کی طرف رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر گھٹنوں تک پھیلا کر رکھیں، ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور نظر گود پر جما کر پہلے تشہد پڑھیں۔

جب کلمۂ شہادت پر پہنچیں تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ (گول) بنا کر باقی انگلیاں بند کر کے ''لَا اِلٰهَ'' کہنے کے وقت شہادت کی انگلی اُٹھا کر ''اِلَّا اللهُ'' کہنے کے وقت چھوڑ دیں۔

پھر درود شریف پھر دعائے ماثورہ پڑھیں، پھر پہلے دائیں طرف ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ'' کہہ کر سلام پھیریں، پھر بائیں طرف، یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔

اگر نماز تین یا چار رکعت والی ہو تو دوسری رکعت کے قعدے میں صرف تشہد یعنی التحیات پڑھ کر تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں اور فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ پڑھیں؛ البتہ سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیات ملانا واجب ہے۔

تشہد یعنی التحیات

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: زبانی تمام عبادتیں اور بدنی تمام عبادتیں اور مالی تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت اتاریئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے رحمت اتاری آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔

اے اللہ! برکت اتاریئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے برکت اتاری آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک

آپ تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔

درود شریف کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ ارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور آپ کے سوا اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا؛ لہذا آپ اپنی خاص بخشش سے میری بخشش فرما دیجیے اور مجھ پر رحم فرمائیے، بے شک آپ ہی معاف کرنے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں۔

ھدایت: اساتذہ حضرات بچوں کو نماز کی عملی مشق کرائیں اور فرض نماز و نفل نماز کا فرق نیز امام اور مقتدی کی نماز کا طریقہ اہتمام کے ساتھ عملاً بتائیں۔ باری باری ہر بچے کو کھڑا کر کے دوسرے بچوں کے سامنے نماز پڑھائیں۔

وظائفِ نماز؛ یعنی ثنا، تشہد اور درود شریف اور مسنون دعا اولاً کتاب سے دیکھ کر صحیح صحیح سنیں، اس کے بعد زبانی کرائیں، نیز وقف کے نشان کا لحاظ کر کے زبانی یاد کرائیں، ترجمہ زبانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیز قرآنِ پاک کی یہ پہلی جماعت ہے اس کے محفوظات کے نصاب و نظام میں وظائفِ نماز میں صرف ثنا اور تشہد ہے؛ اس لیے درود شریف اور درود شریف کے بعد کی دعا زبانی یاد نہ ہو تو بچوں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔

تیسرا باب

سیرتِ پاک

نبی اور رسول

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی مرضی بتانے اور ان تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے اپنے کچھ خاص بندوں کو بھیجا۔ اللہ کے پیغام بھیجنے کو ''نبوت'' کہا جاتا ہے اور جو انسان پیغام لے کر آتے ہیں اسے رسول اور نبی کہتے ہیں، اسے پیغمبر بھی کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ نبی کے معنیٰ ''خبر دینے والا'' اور رسول و پیغمبر کے معنیٰ ہے: ''پیغام لانے والا''۔

ہر نبی انسان میں سے ہوتے تھے؛ تاکہ دوسرے انسانوں کے لیے نمونہ بن سکے۔

بچو! یاد رکھو جب استاذ سبق پڑھائیں تو خوب دھیان سے استاذ کی باتیں سنو اور جو بات سمجھ میں نہ آئے استاذ سے ضرور اس کے بارے میں سوال کرو۔

ایک اچھے بچے نے۔ جس نے دھیان سے سبق پڑھا تھا۔ استاذِ محترم سے سوال کیا کہ: استاذ جی! کیا نبی اور رسول میں فرق ہے؟

استاذ نے فرمایا: ہاں! رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جسے نئی کتاب اور شریعت دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں؛ چاہے اسے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا پہلی شریعت اور کتاب پر عمل کرنے اور کرانے کا ہی حکم دیا گیا ہو۔

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول میں تھوڑا سا فرق ہے، تم اتنا سمجھو کہ رسول کا مرتبہ نبی سے بڑھا ہوا ہے۔

ایک بچے نے استاذ سے سوال کیا کہ: کیا کوئی آدمی اپنی کوشش اور عبادت سے نبی بن سکتا ہے؟

استاذ جی نے کہا: نہیں! نبی اور رسول بننے میں انسان کی کوشش اور ارادے سے کام نہیں بنتا، کوئی بھی آدمی کسی بھی طرح اپنی کوشش سے نبی نہیں بن سکتا، نبی وہی بنتا ہے جسے خود اللہ بناتے ہیں، یہ مرتبہ صرف اللہ ہی کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ: ہم نے ہر قوم اور ہر ملک میں نبی اور رسول بھیجے اور اللہ پاک نے قرآن میں کچھ نبیوں کا ذکر کیا ہے، ان میں سے کچھ نام یہ ہیں:

۱	حضرت آدم علیہ السلام	۲	حضرت نوح علیہ السلام
۳	حضرت ہود علیہ السلام	۴	حضرت ادریس علیہ السلام
۵	حضرت صالح علیہ السلام	۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۷	حضرت لوط علیہ السلام	۸	حضرت اسماعیل علیہ السلام
۹	حضرت اسحاق علیہ السلام	۱۰	حضرت یعقوب علیہ السلام
۱۱	حضرت یوسف علیہ السلام	۱۲	حضرت شعیب علیہ السلام

۱۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۱۴	حضرت ہارون علیہ السلام
۱۵	حضرت داؤد علیہ السلام	۱۶	حضرت سلیمان علیہ السلام
۱۷	حضرت الیاس علیہ السلام	۱۸	حضرت یونس علیہ السلام
۱۹	حضرت ایوب علیہ السلام	۲۰	حضرت زکریا علیہ السلام
۲۱	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام
۲۳	حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۲۴	حضرت الیسع علیہ السلام
۲۵	ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		

آخری نبی

ہمارے نبی سب سے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آج تک کوئی نبی نہیں آئے ہیں اور قیامت تک کوئی نئے نبی نہیں آئیں گے، صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے دنیا میں آئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا وہ قیامت سے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔

قرآن میں اللہ پاک نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **خاتم الانبیاء** بھی کہا ہے۔

جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسول اور نبیوں سے افضل ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔

اللہ تعالٰی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درجہ اور مرتبہ سب سے افضل ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا احترام کرے اور اطاعت کرے۔

سب نبیوں پر سلام بھیجو، جب کسی نبی کا نام لیا جائے تو تم کہو:

''عَلَیْهِ السَّلَامُ'' (ان پر سلامتی ہو)

جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیا جائے تو کہو:

''صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہوں)

حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ معظّمہ ملکِ عرب کا ایک شہر ہے، ملکِ عرب ہمارے ملک سے بہت دور مغرب کی جانب ہے، اسی شہر میں کعبہ شریف ہے جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جہاں حاجی حج کرنے جاتے ہیں۔

بہت دنوں کی بات ہے، چودہ سو (۱۴۰۰) سال سے بھی زیادہ پہلے کی بات ہے، ملکِ عرب میں سب سے عزت والا خاندان قریش کا تھا، قریش کے خاندان میں **بنو ہاشم** کی بہت عزت تھی، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابّا کا نام **عبد اللہ** تھا اور دادا کا نام **عبد المطلب** تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امی کا نام **آمنہ** تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی بھائی یا بہن نہیں تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یتیم پیدا ہوئے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابّا جان کا انتقال ہوگیا تھا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک نام

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشہور نام ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم '' ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا نے رکھا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اور نام ''احمد'' بھی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امی نے رکھا تھا۔

''محمد'' کے معنی ہے جس کی تعریف کی جائے اور ''احمد'' کے معنی جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے یا سب سے زیادہ تعریف کرنے والے۔

یہ دونوں نام نئے تھے، عرب میں ایسے نام نہیں رکھے جاتے تھے، کیسے پیارے ہیں یہ دونوں نام! تم جب ان ناموں کو سنو تو کہو:

''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یتیم تھے اس کے باوجود اتنے بڑے مقام والے ہیں کہ کوئی اس مقام تک نہیں پہنچ سکا اور نہ قیامت تک پہنچ سکے گا۔

بچو! اس سے ہم نے سیکھا کہ: یتیم بچے کو کم نصیب نہیں سمجھنا چاہیے،

اس سے محبت کرنی چاہیے۔ کسی کو کیا معلوم کہ یہ بچہ کس اونچے مقام کا آدمی ہوگا۔

سوالات

① ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد کس نے رکھا؟
② محمد کے معنی بتائیں؟
③ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد کس نے رکھا؟
④ احمد کے معنی بتائیں؟
⑤ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کہاں ہوئی؟
⑥ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسے خاندان میں پیدا ہوئے؟
⑦ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابّا کا نام بتائیں؟
⑧ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّی کا نام بتائیں؟
⑨ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا کا نام کیا تھا؟
⑩ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہن بھائی کتنے ہیں؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ دن ماں کی گود میں رہے، پھر عرب کے دستور کے موافق گاؤں کی دودھ پلانے والی عورتیں آئیں اور عورتوں نے مال داروں کے بچے لے لیے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ایک نیک بی بی تھیں، ان کو کوئی بچہ نہیں ملا، انھوں نے اس یتیم بچے کو لے لیا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکتوں سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بھر گیا، اُن کے گھر پر رحمتوں کی بارش ہونے لگی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو برس رہے، دو سال بعد جب دودھ چُھڑایا گیا تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ لے آئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی والدہ ماجدہ کو سونپ دیویں؛ مگر مکہ میں طاعون پھیلا ہوا تھا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکتیں دیکھ چکی تھیں، آب وہوا کی خرابی کے نام سے اپنے گھر واپس لے آئیں، تقریباً اور دو سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہیں، چار سال بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امّی جان بی بی آمنہ کے پاس آئے۔

جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ آپ کو لے کر اپنے رشتے داروں سے ملنے مدینہ گئیں، ایک مہینہ

وہاں رہے، جب واپس ہورہی تھیں تو راستے میں ایک جگہ۔جس کا نام "ابواء" ہے۔ وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ **بی بی آمنہ** کا انتقال ہوگیا، ان کو وہیں دفن کردیا گیا، حضرت ام ایمن۔ جو حضرت آمنہ کے ساتھ تھیں۔ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر مکہ معظّمہ آئیں۔

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد دادا عبدالمطلب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی پرورش میں لے لیا، دادا عبدالمطلب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

جس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف آٹھ سال دو مہینے دس دن کی تھی تب دادا **عبدالمطلب** کا بھی انتقال ہوگیا، دادا عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ساتھ تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ دادا عبدالمطلب نے وفات کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چچا **ابوطالب** کو سونپ دیا، اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چچا ابوطالب کے ساتھ رہنے لگے، چچا ابوطالب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے۔

چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کے لیے سفر

مکہ کے بڑے لوگ تجارت کیا کرتے تھے، تجارت کرنا ان کا خاص کام تھا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابوطالب بھی تجارت کرتے تھے، وہ بھی اپنی روزی روٹی کا انتظام اسی سے کرتے تھے۔

چچا ابو طالب تجارت کے لیے ملک شام جایا کرتے تھے، ایک دفعہ چچا ابو طالب نے تجارت کے لیے ملکِ شام کا ارادہ کیا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ساتھ جانے کی درخواست کی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بارہ سال کی تھی۔

سفر کے درمیان جب یہ قافلہ بُصریٰ شہر پہنچا تو قافلے والے ایک جگہ آرام کرنے کے لیے رک گئے، وہاں ایک چرچ تھا جس میں ''بَحِیْرَہ'' نام کا ایک راہب (پادری) رہتا تھا، یہ راہب چرچ سے کبھی نہ نکلتا تھا؛ مگر جب اس نے دیکھا کہ پتھر، درخت وغیرہ سب سجدہ کیے جارہے ہیں تو وہ باہر نکلا اور چچا ابو طالب سے پوچھا کہ: قافلہ کہاں جارہا ہے؟

ابو طالب نے بتایا کہ: یہ قافلہ تجارت کے لیے ملکِ شام جارہا ہے۔

راہب نے بتایا کہ: یہ بچہ ہونے والے آخری نبی ہیں، میں تمام درختوں اور پتھروں کو ان کے احترام میں سر جھکاتے دیکھ رہا ہوں، ملکِ شام میں ان کی جان کو خطرہ ہے۔

یہ سب سن کر ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں سے مکہ واپس کر دیا۔

سوالات

(۱) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلانے والی ماں کا کیا نام تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے پاس کتنے برس رہے؟

(۲) والدہ کے انتقال کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف کتنی تھی؟

(۳) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ کا انتقال کس مقام پر ہوا؟

(۴) دادا عبد المطلب کی وفات کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف کتنی تھی؟

(۵) مکہ والے شام کیوں جاتے تھے؟

(۶) شام کے پہلے سفر کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر کتنی تھی؟

(۷) شام کے سفر میں راہب سے چچا ابو طالب کی ملاقات کہاں ہوئی؟

(۸) اُس راہب کا کیا نام تھا؟

(۹) راہب نے چچا ابو طالب سے کیا کہا؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جوانی

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جوان تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خود کمانے اور اپنا خرچ خود اُٹھانے کا خیال بچپن ہی سے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ دنوں تک بکریاں بھی چَرائیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کرتے تھے اور تجارت بہت سچائی کے ساتھ کرتے تھے، معاملہ کی صفائی، سچائی، امانت داری، میٹھی بات چیت جو تجارت کے لیے ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوری پوری عطا فرمائی تھیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شریفانہ برتاؤ اور اچھی عادتوں کا لوگوں میں یہ اثر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نہیں لیتے تھے؛ بلکہ ''صادق'' یعنی سچے اور ''امین'' یعنی امانت دار ہی کہا کرتے تھے۔

مکہ کے لوگ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اپنی چیزیں رکھتے تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب کی چیزیں سچائی اور امانت داری کے ساتھ رکھتے تھے اور سچائی کے ساتھ واپس کر دیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچے اور امین تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائی کی خبر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک بیوہ عورت تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی مال دار عورت تھیں، روپیہ پیسہ بہت تھا، ہمیشہ سے ان کی تجارت ہوتی چلی آئی تھی؛ مگر اب کوئی سنبھالنے والا نہ تھا، انھوں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بات چیت ہو جائے تو تجارت کا کام ان کو سونپ دیں۔

جان پہچان کے آدمیوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت ہوئی اور نفع میں حصہ مقرر ہوا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تجارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سونپ دی۔

ملکِ شام (Syria) کا دوسرا سفر

مکہ والے تجارت کی غرض سے شام جایا کرتے تھے، مکہ کا مال وہاں بیچتے تھے اور شام سے دوسرا مال لاکر مکہ میں بیچتے تھے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تیاری کی اور جب موسم آیا تو مال لے کر شام تشریف لے گئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی سمجھ دار اور ہوشیار تھیں، ان کا ایک غلام تھا، اس کا نام "مَیْسَرَہْ" تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو میسرہ پر بہت بھروسہ تھا، جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام جانے لگے تو میسرہ کو ساتھ کر دیا؛ تاکہ خدمت کرتا رہے اور کام کی دیکھ بھال بھی ہوتی رہے۔

لیکن جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا، جن کو مکہ والے امین وصادق کہتے تھے اور جو امانت اور دیانت والے تھے، برکتیں جن کے پاؤں چومتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کے دوران سچائی، مہربانی، اور اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ میسرہ عاشق ہو گیا۔ جب واپس مکہ پہنچے تو میسرہ کی زبان تھک جاتی تھی؛ مگر تعریفیں ختم نہیں ہوتی تھیں۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

شام کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سارا مال بِک گیا اور مال میں بہت نفع ہوا، اور بہت عمدہ سامان خرید کر لائے اور بہت ایمان داری سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایک ایک پائی کا حساب سمجھایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریفیں اور سفر کے حالات سنے تو یہ سمجھ لیا کہ یہ باکمال جوان بہت بڑے رتبے کے آدمی ہوں گے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شادی کا پیغام بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منظور فرمالیا، بس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شادی ہوگئی۔ جب شادی ہوئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس برس کی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت محبت تھی اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو صاحب زادے (لڑکے) اور چار صاحب زادیاں (لڑکیاں) پیدا ہوئیں۔

لڑکوں کے نام یہ ہیں:

① حضرت قاسم رضی اللہ عنہ۔ ② حضرت طاہر رضی اللہ عنہ۔

لڑکیوں کے نام یہ ہیں:

① حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔
③ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ ④ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت قاسم اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہما کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک اور صاحب زادے تھے، جن کا نام حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھا، ان کا بھی بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔

سوالات

① حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟
② مکہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کس نام سے یاد کرتے تھے؟
③ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیا بات چیت ہوئی؟
④ میسرہ کون تھے؟
⑤ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کیوں بھیجا تھا؟
⑥ نکاح کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر کیا تھی؟
⑦ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر کیا تھی؟
⑧ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کتنے صاحب زادے پیدا ہوئے؟ اور صاحب زادیاں کتنی تھیں؟ سب کے نام بتاؤ۔

نُبوت اور وحی

مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے، اُس پہاڑ میں ایک غار ہے، اس غار کا نام ''حِرا'' ہے، غارِ حرا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جایا کرتے تھے، ایک دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کا دھیان جمائے بیٹھے تھے، اچانک وہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: پڑھو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور کہا: پڑھو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔

فرشتے نے دوسری مرتبہ زور سے دبایا اور پھر کہا: پڑھو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب بھی یہی جواب دیا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ فرشتے نے پھر زور سے دبایا اور کہا: پڑھو!

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾

ترجمہ: (اے نبی!) اپنے رب کا نام لے کر (قرآن) پڑھو، جس نے (سب کچھ) پیدا کیا ﴿۱﴾ جس (رب) نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ﴿۲﴾ (اے نبی!) تم پڑھو اور تمھارے رب سب سے زیادہ کرم والے ہیں ﴿۳﴾ جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ﴿۴﴾ اس (رب) نے

انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کو وہ جانتا نہیں تھا ﴿۵﴾

حضرت جبریل علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ پاک کی یہ آیات سنائی، اب کی بار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً پڑھنے لگے۔

آج سے ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہو گئے۔

غارِ حرا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ دیکھا وہ نیا واقعہ تھا، چالیس برس کی عمر میں پہلا واقعہ تھا، آپ مکان پر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل کانپ رہا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے اوپر چادر ڈال دو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چادر ڈال دی۔ تھوڑی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان ہوا تو آپ ﷺ نے سارا قصہ سنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اچھے اخلاق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھی عادتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیکی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقلمندی، اچھی بات کی حمایت، اللہ کی مخلوق کی خدمت، کمزوروں کی امداد، مصیبت زدہ انسانوں کی ہمدردی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر وقت کا کام تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کو رات دن اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یقین ہو گیا کہ یہ جو کچھ ہوا اللہ کی طرف سے خاص انعام ہے، کوئی شیطان کا کام نہیں ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان دلایا کہ: آپ

گھبرائیے نہیں، آپ پریشان نہ ہوں، اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے۔

مکہ معظّمہ میں ایک نیک آدمی تھے، جو بہت کتابیں پڑھے ہوئے تھے، ان کا نام ''وَرَقہ'' تھا، ان کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا گئیں، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساتھ لے گئیں، ان سے یہ تمام باتیں کہیں۔

ورقہ نے بتایا کہ: یہ نبوّت کی باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت دی ہے، آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، اللہ پاک آپ کی مدد کریں گے۔

سب سے پہلے مسلمان

آج حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت خوش تھیں اور خدا کا شکر ادا کر رہی تھیں اور بار بار کہہ رہی تھیں کہ: آپ سچے نبی ہیں اور میں سب سے پہلے آپ کی ماننے والی ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بہت پُرانے جگری دوست تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پُرانے رازدار تھے، انھوں نے یہ باتیں سنیں تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کرنے والی حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا جنھوں نے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کی تھی انھوں نے بھی ایمان قبول کیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ جو پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے دیا تھا، وہ بھی ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

چچا ابوطالب کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کی عمر دس سال تھی، جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، ان کو خبر ہوئی تو انھوں نے بھی کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتا ہوں۔

اس طرح مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ اور باندیوں میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائے۔

سوالات

① نبوت ملنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں تھے؟

② سب سے پہلے کون سی آیات نازل ہوئیں؟

③ اس فرشتے کا کیا نام تھا جو غارِ حرا میں آیا تھا؟

④ ورقہ کون تھے؟ اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کیا خبریں دیں؟

⑤ مردوں میں اور عورتوں میں سب سے پہلے کون مسلمان ہوا؟

⑥ حضرت علی رضی اللہ عنہ کون تھے؟ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کون تھے؟

⑦ کونسے غلام سب سے پہلے مسلمان ہوئے؟

⑧ امِ ایمن رضی اللہ عنہا کون تھیں؟

اسلام کا سب سے پہلا سبق اور تبلیغ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں ان میں یہ بتایا گیا کہ: اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور تمام مخلوق کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، انسان کو پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، انسان میں جو کچھ طاقتیں ہیں ان کو دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

اسلام کا پہلا سبق یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو مانو، اور ایک مانو، اللہ تعالیٰ کے رسول کو مانو، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مانو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پہلا سبق لوگوں کو سمجھانا شروع کیا۔ وہ پانچ آدمی جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، انھوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی سمجھانا شروع کیا۔

خیر خواہی یہی ہے کہ جو اچھی چیز آپ کے پاس ہو وہ دوسروں کو بھی دو، جو اچھی بات تمھیں معلوم ہو وہ دوسروں کو بھی بتاؤ۔

اس طرح سب سے پہلے اسلام لانے والوں کے خاص خاص دوست بھی اسلام لاتے رہے؛ یعنی یہ مانتے رہے کہ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بتاتے ہیں سب سچ ہے۔ اس طرح دو سال تک چُپکے چُپکے یہ سلسلہ چلتا رہا۔

پیارے بچو! اسلام کا یہ پہلا سبق خوب یاد رکھو اور یہ سبق اللہ تعالیٰ کے بندوں کو سناؤ۔

پہاڑی کا وعظ اور ’’لا الٰہ اِلاّ اللہ‘‘ کی تعلیم

تقریباً دو سال بعد اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا کہ: اپنے خاندان کے لوگوں کو سمجھاؤ کہ: اللہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی پوجا کرنا شرک ہے، شرک حرام ہے، شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھے، یہ چھوٹی سی پہاڑی کعبہ کے سامنے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر چڑھ کر اپنے خاندان کے آدمیوں کو پکارا، جب سب آدمی جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں یہ کہوں کہ:

اِس پہاڑ کے پیچھے ایک فوج ہے جو ابھی ابھی تم پر حملہ کرنے والی ہے تو تم سچ جانو گے یا جھوٹ؟

سب بولے: سچ جانیں گے؛ کیوں کہ آپ سچے ہیں، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دیکھو! میں تم کو اللہ تعالیٰ کے غصے سے ڈراتا ہوں، میں سچ کہتا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں اس کا نبی ہوں، تم بھی مان لو، بتوں کی پوجا چھوڑ دو، ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

خاندان کے لوگوں نے یہ باتیں سنیں تو ناراض ہوگئے۔ اس زمانے کے مکہ کے لوگ بہت سی مورتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ناراض ہوکر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اور ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اچھے ساتھیوں کو ستانا شروع کیا۔

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک چچا کا نام ابولہب تھا، وہ زور سے چلایا، اس نے کہا: محمد تیرا ناس ہو (مَعاذَ اللہِ) تو نے اسی واسطے ہمیں بلایا تھا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ﴾ یعنی ابولہب تیرا ہی ناس ہو۔

اللہ کے راستے میں تکلیفیں اور مصیبتیں

پہاڑی کا وعظ ایک سچی پکار تھی، سچوں نے اس کی قدر کی؛ لیکن جو لوگ جھوٹے دیوتاؤں کے پجاری تھے وہ سب ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تھوڑے سے ساتھیوں کے دشمن ہوگئے، سارا عرب مخالف ہوگیا، مکہ کا بچہ بچہ دشمن ہوگیا، سب خون کے پیاسے ہوگئے، ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھیوں کو قسم قسم کی تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے اور خوش ہوتے تھے، پتھروں سے مارتے تھے اور ہنستے تھے۔

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھیوں کو رسّی سے باندھتے تھے، رسّی سے باندھ کر سخت تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر کھینچتے اور گھسیٹتے تھے۔

گرم گرم ریت پر لٹا کر سینے پر گرم پتھر رکھتے تھے۔
قید کرتے تھے اور قید کر کے کھانا نہیں دیتے تھے۔
طرح طرح کے دکھ دیتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اچھے ساتھی طرح طرح کے دکھ سہتے تھے اور دکھ سہہ کر اللہ کی باتیں سب کو بتاتے تھے اور اللہ کی باتیں سب کو بتا کر خوش ہوتے تھے۔

سوالات

(۱) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑی پر کیا وعظ فرمایا؟
(۲) جس پہاڑی پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ فرمایا اس پہاڑی کا نام بتاؤ؟
(۳) بتاؤ! یہ پہاڑی کہاں ہے؟
(۴) اسلام کا پہلا سبق سناؤ؟
(۵) ابولہب کون تھا؟ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا کہا؟
(۶) قرآن میں ابولہب کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی سناؤ؟
(۷) اللہ کے راستے میں مسلمانوں نے جو تکالیف اور مصیبتیں اٹھائیں اس کو بیان کرو؟

حبشہ (Ethiopia) کی طرف ہجرت

جب مکہ میں مسلمان بہت دکھ اٹھا چکے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نے بہت دکھ اُٹھائے، تم میں سے جس کا جی چاہے ''حبشہ'' چلا جائے۔ ''حبشہ'' عرب سے دور ایک ملک ہے۔

مسلمانوں میں سے جس کا جی چاہا وہ حَبُشہ چلا گیا۔ بہت سے مسلمان۔ جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحب زادی: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حَبُشہ چلے گئے۔

دین اور ایمان کو بچانے کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہجرت کہلاتا ہے، یہ اسلام میں سب سے پہلی ہجرت تھی۔

مسلمان وہاں اطمینان سے رہنے لگے۔ جب مکہ کے مشرکین کو معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ میں اطمینان سے رہتے ہیں تو ان سے رہا نہ گیا اور بہت سے ہدیے اور تحفے لے کر حبشہ کے بادشاہ نَجاشی کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ: ہمارے ملک کے کچھ لوگ آپ کے ملک میں آگئے ہیں، انھیں واپس کر دیں۔

مگر بادشاہ نَجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور سوال کیا کہ: تم یہاں کیوں آئے ہو؟

بادشاہ نجاشی کے سامنے ایک صحابی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک

تقریر کی، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا:

ہم مکہ والے بتوں کو پوجتے تھے۔

ہم مردار کھاتے تھے۔

ہم ایک دوسرے سے لڑتے تھے۔

ہم ایک دوسرے کو ستاتے تھے۔

ہم میں طاقت والا کمزور پر ظلم کرتا تھا۔

ہم بُرے تھے، ہمارے کام بُرے تھے۔

ہم میں اللہ نے ایک نبی پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا نبی پیدا کیا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ والوں کو بتوں کی پوجا سے چھڑایا۔

ایک دوسرے سے محبت کرنا سکھایا۔

نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا سکھایا۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنا بتایا۔

آپس میں مل کر رہنا بتایا۔

بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر بہت خوش ہوا، بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر مسلمان ہو گیا، اور مکہ کے کافروں کی بات بادشاہ نے نہ مانی، مکہ کے کافر اپنے مقصد میں ناکام ہو کر مکہ واپس لوٹ آئے۔

لالچ دے کر باز رکھنے کی کوشش

کافروں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لالچ دے کر تبلیغ سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کی؛ چنانچہ قریش کی طرف سے مکہ معظّمہ کا مالدار سردار عُتْبَۃُ بِنْ رَبِیْعَۃ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور نصیحت اور ہمدردی کے انداز میں کہا:

بھتیجے! آپ اتنے بڑے خاندان کے نوجوان ہیں، آپ سے بہت امیدیں تھیں؛ مگر آپ نے قوم میں پھوٹ ڈال دی اور سب کو پریشان کر دیا، آخر آپ کیا چاہتے ہو؟

اگر مال چاہتے ہو تو تم کو بہت سا مال دے دیں اور تم مال دار بن جاؤ۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم تم کو بادشاہ بنالیں اور تم بادشاہ بن جاؤ۔ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کا شوق ہے تو اس کا بھی انتظام کر دیا جائے گا۔

اگر تم بیمار ہو اور تمھاری دماغی حالت درست نہیں ہے تو بھی بتادو، کسی اچھے حکیم سے تمھارا علاج کرادیا جائے گا؛ مگر تم ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عتبہ کی باتیں غور سے سنیں اور جواب میں قرآنِ پاک کی چند آیات پڑھ کر سنا دیں۔

عتبہ نے قرآن پہلی مرتبہ سنا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پڑھنا شروع کیا تو عتبہ پر سنّاٹا چھا گیا، وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر حیرت سے سنتا رہا اور قرآنِ پاک

کی چند آیات ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سن کر ہکّا بکّا واپس لوٹا۔

قریش انتظار کر رہے تھے کہ عتبہ آئے گا تو کوئی بات ان کے کام کی کہے گا؛ لیکن عتبہ واپس ہوا تو کہنے لگا: محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں ہے، کوئی اور چیز ہے، میری رائے ہے کہ تم ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو تمھاری بھی عزت ہوگی؛ ورنہ عرب خود ان کو ختم کر دیں گے۔

لیکن قریش نے یہ رائے منظور نہیں کی۔

سوالات

① ہجرت کس کو کہتے ہیں؟

② مسلمانوں نے ہجرت کیوں کی؟

③ ہجرت کر کے مسلمان کس ملک میں چلے گئے؟

④ بادشاہ نجاشی کے سامنے کس نے تقریر کی؟

⑤ مکہ کے کافروں نے ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تبلیغ سے روکنے کی کیا کوشش کی؟

⑥ مکہ کے کافروں کے اس سردار کا نام بتاؤ جس کو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا؟

⑦ مکہ کے کافروں کے سردار کو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کیا جواب دیا؟

مسلمانوں کا بائیکاٹ (Boycott)

قریش پریشان تھے کہ ہماری کوششیں ناکام ہیں اور مسلمان دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی ہونے کے چھ سال بعد حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اسی طرح آہستہ آہستہ مکہ کے بڑے بڑے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دینے اور اسلام قبول کرنے لگے تو دشمنوں کو بہت فکر ہوئی۔

آخر کار اُس وقت کے سب کافروں نے مل کر یہ طے کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پورے خاندان سے بات چیت بند کر دی جائے، نکاح، خرید و فروخت، مزدوری، نوکری، اور سارے تعلقات ختم کر دیے جائیں۔

ان سب مشرکین کا سردار ابوجہل تھا، اس نے ایک معاہدہ تیار کیا، جس پر تمام خاندانوں کے سردار نے دستخط کیے اور اس کو خانۂ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا کہ جو شخص مسلمانوں کی ہمدردی کرے گا ہم اسے بھی الگ کر دیں گے اور اس کا بائیکاٹ کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے پورے خاندان۔ جس کے بہت سے افراد ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔ اور سب مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے باہر پہاڑوں کے بیچ میں ایک جگہ ''شِعَبِ اَبی طالب'' میں جا کر قیام کیا۔

اس گھاٹی میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملتی تھی، پہلے پہلے تو جو کچھ ساتھ لائے تھے کھاتے رہے، پھر کچھ بھی نہ رہا، مکہ سے جا کر کچھ نہیں لا سکتے تھے؛ کیوں کہ دشمنوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا اور کافروں کی یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ مکہ کے باہر سے بھی یہ لوگ کوئی چیز نہ خرید سکیں۔

درختوں کی پتیاں اور سوکھے ہوئے چمڑے پکا پکا کر کھاتے تھے، لگاتار فاقوں سے ماؤں کا دودھ سوکھ گیا تھا، بچوں سے رہا نہیں جاتا تھا، وہ بھوک سے روتے تھے، ان کے رونے سے مشرک خوش ہوتے تھے۔

نبوت کے ساتویں سال محرم کی پہلی تاریخ سے یہ معاہدہ شروع ہوا تھا جو تقریباً تین سال تک رہا، تین سال بعد ایک کرشمہ سامنے آیا: ہمارے نبی ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو خبر دی کہ کیڑوں نے معاہدہ کے تمام حروف چاٹ لیے ہیں، صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

جناب ابو طالب نے جب یہ خبر سنی تو قریش کے سرداروں کے پاس پہنچے کہ آج ہمارا اور تمھارا معاملہ طے ہے، محمد ﷺ نے یہ خبر دی ہے، یہ خبر اگر جھوٹی ہے تو میں تمھارے ساتھ ہوں اور اگر یہ خبر سچی ہے تو جب معاہدہ ہی نہیں رہا تو پابندی کیسی؟

قریش کے سرداروں نے یہ فیصلہ منظور کر لیا، ان کو یقین تھا کہ

جیت ہماری ہوگی؛ مگر خزانہ کھول کر جب دستاویز نکالے گئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل درست نکلا اور فیصلہ کے مطابق بائیکاٹ ختم ہوگیا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان اور مسلمانوں کے ساتھ گھاٹی سے نکل کر مکہ واپس آ گئے۔

غم کا سال ۱۰ نبوی

شعبِ ابی طالب سے واپس مکہ آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو صدمے پہنچے، پہلے تو چچا ابوطالب کا انتقال ہوا، پھر تین دن بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفادار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لائیں اور اسلام پر اپنا سب کچھ قربان کیا، ساری دولت اسلام اور مسلمانوں پر خرچ کر کے غریبی کو دولت سمجھا اور اللہ کی راہ میں ہر مصیبت کو راحت جانا، ان کی وفات سے گھر کا بندھن ٹوٹ گیا، کنواری بچیوں کی پریشانی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی اور بڑھ گئی۔

چچا ابوطالب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے، شعبِ ابی طالب میں رات کو خود جاگ کر نگرانی کرتے تھے، چچا ابوطالب وہ عاشق تھے جنھوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں ساری مصیبتیں جھیلیں، ابوطالب مکہ کے بزرگ آدمی تھے، مکہ والے ان کا ادب بھی

کرتے تھے، ان ہی کے ڈر کی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن کچھ نہیں کہہ سکتے تھے؛ ورنہ کئی مرتبہ انھوں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالیں؛ لیکن جناب ابو طالب کی وجہ سے کسی کی ہمت نہ پڑی، ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرنے والے تھے۔

چچا ابو طالب کے انتقال کے بعد عرب اور مکہ کے کافر کھلّم کھلاّ تکلیفیں دینے لگے اور سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ بڑے بڑے دشمن جو دن رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے میں لگے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آس پاس ہی رہتے تھے، باہر کا چین تو پہلے ہی ختم ہو گیا تھا، اب اندر کی فکر بھی بڑھ گئی، پریشانیوں نے سب طرف سے گھیر لیا؛ اس لیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کا نام عَامُ الْحُزْنِ؛ یعنی غم کا سال رکھا۔

یاد رکھو!

عمر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چچا ابو طالب پینتیس (۳۵) سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پندرہ (۱۵) سال بڑی تھیں۔

چچا ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پچاس (۵۰) سال تھی۔

وفات کے وقت چچا ابو طالب کی عمر پچاسی (۸۵) سال تھی۔

نبوت کے دسویں سال ۷/ یا ۱۰/ رمضان المبارک کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔

گھر کے انتظام کے لیے دوسرا نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چار لڑکیاں تھیں: حضرت زینب رضی اللہ عنہا جن کا نکاح حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جن کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہو چکی تھی۔ دو صاحب زادیاں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کچھ دنوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہی گھر کے کاموں اور دونوں بچیوں کی دیکھ بھال کرتے رہے؛ لیکن اس طرح تبلیغ کے کام میں حرج ہوتا تھا؛ لہٰذا گھر کے کام سنبھالنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا جو بڑی عمر کی بیوہ عورت تھیں، طبیعت سے بہت نیک اور شریف عورت تھیں اور مسلمان ہو چکی تھیں۔

طائف کا تبلیغی سفر

مکہ معظّمہ سے کچھ دور ایک شہر ہے۔ جو پہاڑ کی اونچائی پر آباد ہے، آب و ہوا خوشگوار، چشموں کا میٹھا پانی، ہر قسم کے پھل اور ترکاریاں، نہایت ہرا بھرا۔ جس کو **طائف** کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ والوں کی حالت دیکھ کر ارادہ فرمایا کہ طائف جا کر وہاں کے سرداروں کو دینِ حق کی دعوت دیں اور اللہ کا پیغام پہنچائیں،

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور اللہ کا پیغام لوگوں کو سنایا۔

مگر افسوس کہ کسی نے اس کو قبول نہیں کیا اور شرارت یہ کی کہ آوارہ بازاری لڑکوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے لگا دیا، ان بدمعاشوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب طرف سے گھیر لیا اور اینٹیں اور پتھر برسانے شروع کر دیے؛ یہاں تک کہ جسمِ مبارک لہولہان ہو گیا، جوتیاں خون میں رنگ گئیں۔

پھر اِس پر بس نہیں کیا؛ بلکہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درد اور تکلیف کی وجہ سے بیٹھ جاتے تو یہ بدمعاش ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیتے تھے اور پتھر پر پتھر مارتے جاتے تھے، گالیاں دیتے تھے، تالیاں بجاتے تھے، آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک باغ میں جا کر پناہ لی۔

اُس باغ کے مالک کا نام عُتبہ بن ربیعہ تھا، وہ ایمان والا نہیں تھا؛ مگر طبیعت میں کچھ شرافت تھی، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو اپنے غلام کے ہاتھ انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اِس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے، وہ بھی زخمی تھے؛ لیکن وہ اپنا غم بھول کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ مبارک سے خون صاف کرنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ: یا رسول اللہ! اِن بدنصیبوں کے لیے بددعا کر دیجیے۔

ادھر پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ارشاد ہو تو پہاڑوں کی چوٹیوں کو ملا کر ان تمام گستاخوں کو چکنا چور کر دیا جائے۔

لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا وہ بددعا کیسے کر سکتے تھے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں بددعا کے لیے نہیں بھیجا گیا، میں رحمت بن کے آیا ہوں، تباہی اور بربادی کے لیے نہیں آیا، ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد میں ایسے نیک بندے ہوں جو اللہ کے پیغام پر عمل کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی:

اے اللہ! ان کو ہدایت عطا فرمائیے، ان کی گستاخیوں کو معاف فرمائیے، یہ نادان ہیں، جانتے نہیں ہیں۔

طائف کی ناکامی پر مکہ کے ظالموں کے حوصلے اونچے ہو گئے اور ان کے بڑے بڑے سرداروں نے مل کر طے کر لیا کہ جتنی زیادہ تکلیفیں دی جا سکے اتنی دیں؛ تا کہ یہ ہر طرف سے کمزور ہو کر ٹوٹ جائیں۔

معراج

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف اکیاون برس اور کچھ مہینے تھی کہ نبوت کے گیارھویں سال ایک رات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان میں آرام فرما رہے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو جگایا اور معراج کی خوش خبری سنائی۔

پھر ایک تیز رفتار سواری پر-جس کا نام بُراق تھا-آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سوار کر کے اول بیت المقدس لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام نبیوں سے ملاقات فرمائی، پھر وہاں سے تمام آسمانوں کو پار کرتے ہوئے اور دوزخ و جنت کے عجائبات دیکھتے ہوئے اللہ رب العالمین کے دربارِ عالی میں پہنچے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے کا شرف بخشا اور اسی رات میں امت پر نماز فرض ہوئی، پھر اسی سواری پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لائے اور یہ سب چند ہی منٹ میں ہو گیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کو معراج کا حال سنایا تو مکہ کے کافروں نے خوب مزاق اڑایا کہ: محمد کو دیکھو! یہ آسمان پر گئے تھے، انھوں نے دوزخ اور جنت کو دیکھا، بیت المقدس کی سیر کی، واہ! یہ چند منٹ میں سب کچھ دیکھ کر آئے۔

بعض سمجھ دار آدمیوں نے واقعہ کی سچائی کے لیے بیت المقدس اور اس کے راستوں کے متعلق مختلف سوالات کیے جس کا جواب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بالکل ٹھیک ٹھیک دے دیا، تب وہ خاموش ہو گئے؛ لیکن اِس پر بھی-جن کے دل میں برائی تھی-وہ کہنے لگے کہ: یہ جادو ہے اور بعض خاموش ہو گئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے معراج کے تمام واقعات سن کر اس کی تصدیق کی اور ہر بات کے صحیح ہونے کا اقرار کیا، اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو "صدیق" کا لقب عطا فرمایا۔

سوالات

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟
(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟
(۳) مسلمانوں کے ساتھ کتنے سال بائیکاٹ رہا؟ اور کیسے ختم ہوا؟
(۴) غم کا سال کونسا سال ہے؟
(۵) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کب ہوا؟
(۶) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟ اور کب ہوا؟
(۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟
(۸) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟
(۹) طائف کے سفر میں آپ کے ساتھ کون تھے؟
(۱۰) معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟

چوتھا باب

آداب واخلاق

ماں باپ کی خدمت

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ان کا ہر حکم اور ہر بات ماننا بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ ہمارے اوپر سب سے زیادہ احسان ماں باپ ہی کے ہیں؛ اس لیے اللہ کے بعد سب سے زیادہ حق بھی ماں باپ کے ہیں۔

اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، بے ادبی کی کوئی بات ان کے سامنے مت کرو، ان کو سخت جواب مت دو۔

مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلا حق تو اللہ کا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، اس کے بعد ماں باپ کا حق ہے، ان کا ادب کرو، ان کی خدمت کرو، ان کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرو، ہر وقت ان کے مرتبے کا لحاظ رکھو، ان کے لیے دعا بھی کرتے رہو:

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾

اے اللہ! جس طرح انھوں نے مجھے چھوٹے پن میں پالا، اس طرح آپ بھی ان پر رحمت اور شفقت فرمایئے۔

ہمیشہ ماں باپ کو خوش کرنے کی کوشش کرو، ان کی مرضی اور مزاج

کے خلاف کبھی کوئی بات نہ کرو، ماں باپ کے راضی اور خوش رہنے سے اللہ پاک راضی ہوتے ہیں اور ماں باپ کے ناراض ہونے سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔

جس سے اللہ راضی ہوجائیں اس کے لیے بڑی بھلائی اور خوش قسمتی ہے، اور جس سے اللہ ناراض ہوجائیں اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کی خوشی والد کی خوشی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے، اب تمھیں اختیار ہے؛ چاہو تو اس کی نافرمانی کرکے اس دروازے کو ضائع کردو اور چاہو تو اس کی فرماں برداری کرکے اور اس کو خوش رکھ کر اس کی حفاظت کرو۔ (ترمذی)

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوال کیا کہ: ماں باپ کا حق اولاد پر کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ: وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔ (سنن نسائی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک والدین کا اتنا مقام ہے کہ فرماں بردار بچہ اپنے والدین کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اس پر اس کو مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال کتاب النکاح)

ماں باپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کے حقوق ہیں، ماں باپ کے بھی ہم پر بہت سے حقوق ہیں۔

ماں باپ کے چند حقوق

١ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

٢ ماں باپ کی خدمت کرنا۔

٣ ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔

۴ ماں باپ کے ساتھ محبت کرنا۔

۵ ماں باپ کی بات ماننا۔

٦ ماں باپ کے لیے دعا کرنا۔

٧ ماں باپ کا ادب واحترام کرنا۔

ماں باپ کو نام لے کر پکارنا، بلا ضرورت ان سے آگے چلنا اور ان سے پہلے بیٹھنا بھی بے ادبی ہے۔

٨ اگر کوئی بات بُری لگے تو اُف بھی نہ کہیں اور اونچی آواز میں ہرگز بات نہ کریں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق

① ان کے لیے دعائے مغفرت ورحمت کرتا رہے۔
② نوافل اور مالی صدقات کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔
③ ان کے ملنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔
④ ماں باپ کے ذمے قرضہ ہو اس کو ادا کرے۔
⑤ کبھی کبھی ان کی قبر کی زیارت کرے۔

یاد رکھو!

دادا، دادی، نانا، نانی ہمارے ماں باپ کی طرح ہیں؛ لہٰذا ماں باپ کے حقوق کی طرح ان کے بھی حقوق ہیں۔

سچ اور جھوٹ

اللہ کا حکم ہے کہ: ہمیشہ سچ بولو۔ جھوٹ سے بچو۔ سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور جھوٹ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ہر موقع پر اللہ سے ڈرتے رہو اور ٹھیک بات کہو۔

سچ بولنا اچھی بات ہے اور جھوٹ بولنا غلط اور حرام ہے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكْ .

ترجمہ: سچ آدمی کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ آدمی ہلاک کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

سچ آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے، نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے، جھوٹ آدمی کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم میں پہنچاتی ہے۔

صبح جلدی اٹھنا

حسَن آج دیر سے مدرسہ پہنچا۔

کلاس میں داخل ہوتے ہی اس نے ''السلام علیکم'' کہا۔

استاذ اور بچوں نے ''وعلیکم السلام'' کہہ کر جواب دیا۔

استاذ نے پوچھا: حسن! آج آپ دیر سے کیوں آئے ہیں؟

حسن نے سچ بولتے ہوئے کہا: جناب! میں صبح جلدی نہیں اٹھ سکا؛ اس لیے دیر ہوگئی۔

استاذ: کیا آپ رات جلدی سوئے تھے؟

حسن: نہیں! میں رات دیر سے سویا تھا۔

استاذ: بیٹا حسن! اللہ تعالیٰ نے رات آرام کے لیے بنائی ہے، رات کو جلدی سویا کریں؛ تاکہ صبح جلدی اٹھ سکیں، اللہ کی ساری مخلوق صبح سویرے

اٹھ جاتی ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم صبح سویرے اٹھیں۔

صبح جلدی اٹھنا بہت اچھی عادت ہے، جلدی اٹھنے سے صحت اچھی رہتی ہے، اچھے بچے جلدی سوجاتے ہیں، صبح سویرے اٹھ جاتے ہیں، صبح اٹھنے کی دعا اور کلمہ پڑھتے ہیں اور وضو کرکے نماز پڑھتے ہیں، نہادھوکر مدرسہ کے لیے تیار ہوتے ہیں اور وقت پر مدرسہ پہنچ جاتے ہیں۔

حسن نے اپنے استاذ سے وعدہ کیا کہ: ان شاء اللہ! اب وہ جلدی سویا کرے گا اور جلدی اٹھا کرے گا۔

استاذ نے اسے شاباشی دی۔

حسن بھائی کی بات سے ہم نے سیکھا:

ہم رات کو جلدی سوئیں گے۔

صبح جلدی اٹھا کریں گے۔

ہمیشہ سچ بولیں گے۔

سوالات

١ اچھے بچے کب اٹھتے ہیں؟

٢ اللہ تعالیٰ نے رات کس لیے بنائی ہے؟

٣ صبح اٹھنے کے بعد سب سے پہلے کون سا کام کرنا چاہیے؟

مخلوق کی خدمت

مخلوق کی خدمت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی رکھو، ہر ایک چھوٹے بڑے، اچھے بُرے، کمزور اور طاقت والے سب کا درد اور سب کی خیر خواہی کا جذبہ دل میں رکھو۔ مسلمان، غیر مسلم، جانور، پرندے سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

استاذ کی خدمت یہ ہے کہ وہ پوری محنت و محبت اور شفقت کے ساتھ پڑھنے والے بچوں کی تربیت کرے۔

ایک تاجر کی خدمت یہ ہے کہ وہ اپنے نفع سے زیادہ گاہک کے نفع کا خیال رکھے، اچھا مال لائے اور کم سے کم نفع لگا کر بیچے، ٹھیک تولے، ٹھیک ناپے، چوری اور خیانت نہ کرے۔

کاشت کار سب سے اچھا مخلوق کا خادم ہے، وہ غلہ اگانے کے لیے محنت کرتا ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔

کاشت کار کا فرض ہے کہ: جو کچھ پیداوار ہو اس کو بازار میں پہنچائے، مہنگائی کے انتظار اور زیادہ نفع کی لالچ میں پیداوار کو چھپانا اللہ کی مخلوق کے حق میں بہت بڑی خیانت ہے۔

ڈاکٹر اور حکیم کی خدمت یہ ہے کہ مریضوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ہمدردی سے پیش آئے، اس کے دل میں زیادہ پیسے کمانے کی لالچ نہ ہو۔

پیاسوں کو پانی پلانا۔

بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

راستہ چلنے والوں کو راستہ بتانا۔

راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا؛ مثلاً اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہوئی ہے جس سے پھسل کر گر جانے کا اندیشہ ہے، جیسے کیلے کا چھلکا، تو اس کو ہٹا دینا۔

بیماروں کی عیادت اور دوا کا انتظام کر دینا۔

کمزور آدمیوں کا کام کاج کرنا۔

یہ سب مخلوق کی خدمت ہے، ان میں سے ہر ایک کا بہت ثواب ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ کی مخلوق پر مہربانی کریں۔

ساری مخلوق پر رحم کرنا ہر ایک مسلمان کا کام ہے۔

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق کو یہ سمجھو کہ پروردگار کے خاندان والے ہیں، سو سب سے زیادہ اللہ کو پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق پر زیادہ احسان کرے۔

بسم اللہ سے کام شروع کرو

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو "تسمیہ" کہتے ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں: اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں شروع کرتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جس کام کو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔

ہم بھی ہر اچھے کام سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ لیا کریں۔

بسم اللہ کے فائدے

بسم اللہ پڑھنے کے چند فائدے یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ اس کام کو آسان فرما دیتے ہیں۔

اس کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو جاتی ہے۔

آدمی ہر قسم کے نقصان سے بچ جاتا ہے۔

سلام کرنے کے آداب

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:
جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو سب سے پہلے اسے ''السلام علیکم'' کہے۔
اس کا مطلب ہے ''تم پر سلامتی ہو''۔
جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو سلام کہتا ہے اسے دس نیکی ملتی ہیں۔
''وَرَحْمَةُ اللهِ'' بڑھانے سے بیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، ''وَرَحْمَةُ اللهِ'' کے ساتھ ''وَبَرَكَاتُه'' بڑھا دیں تو تیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔
ثواب کے علاوہ سلام کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ آپسی دشمنی دور ہوتی ہے اور محبت بڑھتی ہے۔

پیارے بچو!

① جب آپ اپنے گھر یا کلاس میں داخل ہوں تو سب سے پہلے ''السلام علیکم'' کہیں۔
② آپ کے گھر مہمان آئیں تو ان کو ملنے سے پہلے سلام کریں۔
③ چھوٹے، بڑوں کو سلام کریں۔
④ جو آدمی کھڑا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کریں۔
⑤ کسی سواری پر بیٹھا ہوا شخص پیدل چلنے والے کو سلام کریں۔

٦ ہر ایک کو سلام کریں؛ خواہ اس کو پہچانتے ہوں یا نہ پہچانتے ہوں۔

٧ اگر کسی شخص نے پہلے سلام کر لیا تو ہمارے لیے جواب دینا واجب ہو جاتا ہے۔

٨ کئی آدمی ہوں تو ایک شخص کا سلام کر لینا اور ایک شخص کا جواب دے دینا سب کی طرف سے کافی ہے۔

٩ کوئی شخص کسی کا سلام پہنچائے تو اس کے جواب میں ''عَلَیْهِ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ'' کہیں۔

یاد رکھو!

سلام کرنا اچھی عادت ہے، اچھے بچے ہمیشہ دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں، جو پہلے سلام کرے گا وہی افضل ہے اور اسی کا درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑھا ہوا ہے۔ سب بچے مل کر پڑھیے:

خدا کے پاک نبیؐ کی ہے بات کیا پیاری
کہ '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ '' کہو ملو جب بھی
سلامتی ہو سبھی پر ، خدا کی رحمت ہو
ہے کتنی اچھی دعا سب پر اس کی برکت ہو
بھلائی چاہنا سب کی یہی بھلائی ہے
یہی ہے سچی خوشی اور یہ بڑائی ہے

ماں کی شان

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا	یہ جہاں تیرے سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے	تیری آنکھوں میں دنیا کے سپنے نہ تھے
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا	دودھ پی کے تیرا کام سونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری	تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا	وقت کے ساتھ قد تیرا بڑھنے لگا
دھیرے دھیرے تو تندرست جواں ہو گیا	تجھ پے سارا جہاں مہربان ہو گیا
زورِ بازو پے تو بات کرنے لگا	خود ہی سجنے لگا خود سنور نے لگا

....

قدر ماں باپ کی گو کوئی جان لے	اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعا	اس کے دونوں جہاں اس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغر کی اس بات کو	بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو
بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو	بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

مناجات

نفس کے شر سے مجھ کو بچا لیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑا لیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
سن میرے نالے، سن میرے نالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
اپنا بنا لیجیے، اپنا بنا لیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام و سحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ
اپنی رضا میں مجھے کو مٹا دیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
کر دیجیے فنا سب میرے ارادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
جسم میں محبت اپنی پلا دیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
دل میں میرے یاد اپنی رچا دیجیے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام و سحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ